بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نظرات

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے "صدق جدید" لکھنؤ میں اس برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں آئے دن ایک دوسرے کے خلاف جو مناقشت و منافرت کے افسوس ناک مظاہرے ہوتے رہتے ہیں ان پر اپنے دلی کرب اور انتہائی ذہنی اذیت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے :- "جس دین کی بنیاد ہی عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت، عقیدۂ جزا و سزا اور تقدیس قرآن اور استقبال قبلہ کی سی مشترک و مضبوط بنیادوں پر ہو، وہ تو آج اس تشتت، انتشار، پراگندگی میں مبتلا ہو (اور "آج" کی قید کیوں صدیوں سے ملت اس میں مبتلا چلی آرہی ہو) اور دوسری ملتیں جن کے اندر اشتراک کی بنیادیں کہیں اس کی آدھی چوتھائی بھی نہیں، وہ آج اپنے کو اس درجہ منظم متحد بنانے میں لگی رہیں۔"

مولانا عبدالماجد صاحب نے برصغیر پاک ہند کے مسلمانوں کی باہمی فرقہ وارانہ آویزش کا ذکر ہند کے ایک صوبہ کیرالا کے اس واقعہ سے متاثر ہو کر کیا ہے، یہاں کے شروع دسمبر میں سارے کلیساؤں یعنی مختلف مسیحی فرقوں نے بمبئی میں جمع ہو کر اس پر غور و فکر کیا کہ آپس میں اتحاد زیادہ سے زیادہ کیوں کر پیدا کیا جائے اور مسیحیوں کے باہمی مناقشہ و مخاصمہ کو کم سے کم حد پر کیوں کر لایا جائے۔ چنانچہ اس پر تری وندرم کے بڑے پادری اور دوسرے بڑے اور چھوٹے پادریوں نے تقریریں کیں اور تجویزیں پیش اور پاس ہوئیں۔

مسیحی کلیساؤں کی آپس میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا کرنے کی یہ کوشش صرف کیرالا تک محدود نہیں۔ اس سے بہت اوپر سطح پر بھی کچھ عرصے سے یہ کوششیں جاری ہیں۔ مسیحی دنیا یا زیادہ صحیح الفاظ میں مسیحی یورپ کے تین بڑے کلیسا (چرچ) ہیں۔ کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور مشرقی یونانی کلیسا۔ گو ان کے ہاں صدیوں سے بنیادی اعتقادات میں اختلافات چلے آتے ہیں اور ان کے ماننے والوں میں بڑی خون ریز جنگیں بھی ہوئیں اور جب قابو

ہو کر آگے بڑھنے کی صلاحیتیں ختم نہیں ہوگئیں۔ ملت کے سواد اعظم کا یہی معمول رہا۔ شروع میں معتزلہ، پھر صوفیہ، اس کے بعد کتنے فرقوں کے اثرات و خیالات سواد اعظم نے قبول کئے اور انہیں ہم آہنگ بنا کر اپنے عقیدے میں شامل کر لیا۔ سواد اعظم اسی لئے سواد اعظم رہا کہ اس کا فکری سرمایہ ہر مسلمان فرقے کی کاوشوں سے استفادہ کرتا رہا اور اس میں اس نے اپنے عہد اقبال میں کبھی بخل نہیں کیا۔

روزنامہ "ڈان" کے نامہ نگار مقیم لندن نے لکھا ہے کہ اس دفعہ دنیا کے مسلمان ملکوں نے جو تین مختلف دنوں میں عید الفطر منائی ہے، اس کا برطانوی اخبارات نے خوب مذاق اڑایا ہے۔ ان اخبارات نے جہاں امریکی ہوا بازوں کی کامیابی کا بڑی مسرت سے ذکر کیا، وہاں یہ بھی بتایا کہ مسلمان اب تک چاند دیکھنے کا کوئی ایک طریقہ نہیں طے کر سکے۔ چنانچہ برطانیہ کے مسلمانوں نے ایک دن عید نہیں منائی۔ چونکہ اکثر عرب ملکوں میں جمعہ کو عید تھی اس لئے وہاں جمعہ کو بھی عید ہوئی اور ہفتے کو بھی۔

اس دفعہ پاکستان میں گو عمومی طور پر آیت وار ہی کو عید ہوئی، لیکن بعض مقامات میں کچھ لوگوں نے اس بنا پر کہ جمعہ کی شام کو شوال کا چاند نظر آگیا تھا، ہفتے کو عید کرنا مناسب سمجھا۔ بہر حال خدا کا شکر ہے کہ اس دفعہ کسی قسم کی بدمزگی نہیں ہوئی۔

ایک زمانہ تھا کہ ایک بستی دوسری بستی سے تقریباً کٹی ہوتی تھی۔ اور ایک کی خبر دوسری تک دنوں بعد پہنچ پاتی تھی۔ لیکن آج یہ حال ہے کہ ایک خبر چند منٹوں میں پوری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ اور پھر مختلف ملکوں کے مسلمان دوسری جگہوں میں جیسا کہ یورپ و امریکہ ہے، مل جل کر رہتے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ تمام مسلمان عیدین کے دنوں کے تعین کا کوئی ایسا طریقہ نکالیں کہ ہماری دوسری قوموں میں یوں جگ ہنسائی نہ ہو۔

آخر حج جو اسلام کا ایک رکن ہے، سعودی عرب میں جو چاند کا حساب ہے، اسی کے مطابق ہی ادا کیا جاتا ہے اور جن ملکوں کے حساب سے اس دن حج نہیں ہوتا، وہ بھی اس پر معترض نہیں ہوتے۔ کیا اسی طرح عید الفطر کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے چاند کے حساب کو معیار نہیں بنایا جا سکتا۔